75- سُوْرَةُ الْقِيَامَةِ

آیات : 40 ...... مَکِّیَّة ...... پیراگراف : 7

مرکزی مضمون

قیامت برحق ہے ، قیامت کی دلیل خود انسانی نفس میں ضمیر یعنی ﴿نفسِ لوَّامَة﴾ کی شکل میں موجود ہے۔ عقل بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

پہلا پیراگراف
آیات: 1 تا 5
جو فسق و فجور کو چھوڑنا نہیں چاہتے! وہ قیامت کا انکار کر دیتے ہیں

دوسرا پیراگراف
آیات: 6 تا 15
[illegible] کردار انسان ، اعمال کا
کھاتہ ، قیامت کا وقت آ پہنچا ہے

تیسرا پیراگراف
آیات: 16 تا 19
جزء معترضہ

چوتھا پیراگراف
آیات: 20 تا 25
(انکار قیامت) کی اصل وجہ یہ ہے کہ تم دنیا سے تو محبت رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑے ہوئے ہو

پانچواں پیراگراف
آیات: 26 تا 30
اے انسان! دنیا سے اپنی روانگی کے منظر کو یاد کر!

چھٹا پیراگراف
آیات: 31 تا 35
نماز اور انفاق کے بغیر کیا دنیا سے رخصت ہو جاؤ گے؟

ساتواں پیراگراف
آیات: 36 تا 40
اے انسان! اپنے آپ پر غور کر! اور آخرت کا قائل ہو جا!

زمانۂ نزول

سورت ﴿ الـقـيـامـه ﴾ مکی دور کے ابتدائی ایام میں نازل ہوئی ، یہ وہی زمانہ تھا ، جب سورت ﴿الـدّهـر﴾ اور سورت ﴿النبأ﴾ نازل ہوئیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سورت ﴿ القيامه ﴾ کا پہلا اور آخری حصہ اعلانِ عام کے بعد 4 نبوی میں نازل ہوا اور درمیانی حصہ آغاز نبوت کے وقت۔

1۔ آیات 1 تا 15، اعلانِ عام کے بعد نازل ہوئیں، جب قریش کے لیڈر قیامت کا انکار کرتے ہوئے بطور استہزاء قیامت کا وقت پوچھ رہے تھے۔ ﴿يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ﴾ (آیت:6)

2۔ آیات 16 تا 19، آغازِ نبوت کے زمانے ہی میں نازل ہوئیں، جب رسول اللہ ﷺ پر وحی کا پہلا پہلا تجربہ ہو رہا تھا۔

3۔ آیات 20 تا 40، اعلانِ عام کے بعد نازل ہوئیں۔

4۔ آیات: 31 تا 35، ابوجہل کے بارے میں ہیں، جس نے ﴿ تصدیق ﴾ کے بجائے ﴿ تکذیب ﴾ سے کام لیا۔

سورۃ القِیَامَۃ کا کتابی ربط

1۔ پچھلی سورت ﴿المُدَّثِر﴾ میں، ولید بن مغیرہ جیسے سردارانِ قریش کو آخرت اور دوزخ کے عذاب سے ڈرایا گیا تھا۔ یہاں اس سورت ﴿القِيَامَة﴾ میں ، ابوجہل جیسے سرداروں کو تکذیب کی روش چھوڑ کر، ضمیر کی آواز پر توجہ دینے کی دعوت دی گئی ہے۔ امکانِ آخرت کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

2۔ پچھلی سورت ﴿المُدَّثِر ﴾ میں، اِن لیڈروں کے انکار کا سبب بتایا گیا کہ یہ خوفِ آخرت سے بے نیاز ہیں ﴿بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴾ (آیت:53) اور یہاں اس سورت ﴿القِيَامَة﴾ میں اس مرض کی تشخیص ﴿ بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ o وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ﴾ کے الفاظ سے کی گئی۔ یہ ﴿عاجلہ﴾ یعنی نقدِ دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں اور آخرت کو بھلا بیٹھے ہیں۔ (آیت:20، 21)

3۔ اگلی سورت ﴿الدھر﴾ میں اِن ﴿آثم﴾ یعنی گنہگار اور ﴿کفور﴾ یعنی ناشکری قیادت کی اطاعت کرنے سے روک دیا گیا۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- ﴿النَّفْسُ اللَّوَّامَةُ﴾ ملامت کرنے والا نفس یعنی ضمیر (آیت:2)۔ یہ اللہ کی طرف سے ہر انسان کے اندر موجود ایک ایسی قوت ہے، جو انسان کو برے کام کرنے پر ملامت کرتی رہتی ہے، لیکن جب انسان ضمیر کی اس آواز

کو دبا دبا کر پوری طرح کچل دیتا ہے تو پھر یہ قوت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اُس کو یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ وہ بُرا کام کر رہا ہے۔

2- ﴿ اَوْلٰى ﴾ یہ لفظ چار (4) مرتبہ ابوجہل کے نامناسب رویوں کے بارے میں افسوس اور رنج کے ساتھ بطورِ تبصرہ استعمال کیا گیا ہے۔ ﴿ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴾ (آیت:34)۔ ﴿ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴾ (آیت:35)۔

3- سورت کا اختتام کئی سوالوں پر کیا گیا ہے، تاکہ لوگ غور و فکر سے کام لے کر، اپنے ضمیر کو ٹٹولیں اور آخرت کے قائل ہو جائیں۔ ﴿ اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ ؟ اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ یُّحْیِ َۧ الْمَوْتٰى ؟ ﴾ (آیت:40)

سورۃُ القیامۃ کا نظمِ جلی

سورۃ القیامۃ سات (7) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 5 :ابتدائی پانچ آیات پر مشتمل پہلے پیراگراف میں امکانِ قیامت کے لیے ایک ﴿نفسی دلیل﴾ پیش کی گئی ہے

(a) سب سے پہلے ملامت کرنے والے نفس کی گواہی یعنی ضمیر کی شہادت پیش کی گئی ہے۔ دنیا کا ہر انسان خیر و شر، نیکی بدی اور صحیح و غلط کا قائل ہے۔ وہ لوگ جو کسی مذہب اور کسی خدا کو نہیں مانتے، وہ بھی جزاء و سزا کے قائل ہیں۔ وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ چور کو چوری کی سزا ملنی چاہیے۔ ملک میں پولیس اور عدالتوں کا نظام ہونا چاہیے۔ مجرموں کو جیل میں ڈالا جانا چاہیے۔ غرض جب انسانی نفس نیکی اور بدی اور اُن کی جزا اور سزا دونوں کو تسلیم کرتا ہے تو پھر اُسے آخرت کی جزا اور سزا کو بھی تسلیم کر لینا چاہیے۔ ﴿وَلَاۤ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ﴾

(b) اس کے بعد اس حقیقت کو کھولا گیا ہے کہ ایک منکرِ قیامت، آخرت کی جزاء و سزا کو ناممکن اور محال سمجھتا ہے۔ ایسے شخص کو سمجھایا گیا ہے کہ خالقِ کائنات کی ہستی وہ ہستی ہے، جو نہ صرف ہڈیوں کو بلکہ انگلیوں کے پوروں کو بھی ٹھیک ٹھیک دوبارہ پیدا کرنے پر پوری طرح قادر ہے۔ ﴿بَلٰى قٰدِرِیْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ﴾۔

(c) تیسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ اِنکارِ قیامت کا بنیادی سبب یہ ہے کہ انسان اپنی بد عملی کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اگر وہ آخرت کی سزا کو تسلیم کر لے گا تو لازماً اسے گناہوں سے اور فسق و فجور سے پرہیز کرنا ہوگا۔ چونکہ وہ انہیں ترک کرنا نہیں چاہتا اس لیے وہ اپنی ضمیر کی آواز پر پردہ ڈال کر آخرت کا انکار کر دیتا ہے۔

﴿بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗ﴾

2- آیات 6 تا 15 :دوسرے پیراگراف میں اس منکرِ قیامت کے رویے پر روشنی ڈالی گئی ہے، جو فسق و فجور کو ترک کرنا نہیں چاہتا۔ چنانچہ وہ دعوت کو مسترد کرنے کے لیے الٹا یہ سوال کر دیتا ہے کہ یہ تو بتاؤ آخر یہ قیامت کب آئے گی؟

(a) صحیح بات یہ ہے کہ خوفِ قیامت رکھنے والا شخص قیامت کی تیاری کرتا ہے اور خوفِ قیامت سے بے نیاز آدمی محض

ٹالنے کے لیے بے سروپا سوالات کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ایسے آدمی کو خبردار کیا گیا ہے کہ یہ وہی دن ہوگا۔ جب دیدے پتھرا جائیں گے، چاند بے نور ہو جائے گا اور سورج اور چاند دونوں کو آپس میں ملا دیا جائے گا۔ یعنی کائنات کا موجودہ سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

اُس وقت انسان فریاد کرے گا کہ میرے لیے فرار کی جگہ کہاں ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی۔ اُسے اپنے رب کے آگے ٹھہرنا ہوگا۔ اُس دن اُس کو اُس کے سارے اعمال دکھا دیے جائیں گے۔

(b) اس کے بعد ایک اہم نفسیاتی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ انسان اپنے نفس کے آگے شرمندہ ہوتا رہتا ہے، اگرچہ وہ لوگوں کے سامنے بہانے تراشتا ہے۔ وہ اپنے نفس اور ضمیر کے آگے مجرم ہی رہتا ہے۔

﴿بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ o وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ﴾ (آیت:14،15)

3- آیات 16 تا 19 : تیسرا پیراگراف دراصل ایک ﴿جملۂ معترضہ﴾ پر مشتمل ہے۔ اس حصے میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے۔

(a) آپؐ نبوت کے ابتدائی ایام میں وحی کو یاد کرنے کے لیے وحی سن کر تیزی سے زبان کو حرکت دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپؐ کا کام محض ایک مرتبہ سن لینا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود بخود اُسے آپ کے قلبِ مبارک پر محفوظ کر دے گا۔ البتہ اس کا اتباع کرنا آپ ﷺ کی ذمہ داری ہے۔

(b) دو (2) اہم باتوں کی طرف نشاندہی کی گئی۔ اولاً یہ کہ جمعِ قرآن کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی ہے۔ ﴿اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ﴾ ثانیاً یہ کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف قرآن کے الفاظ کے نزول کی تکمیل کرے گا، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت اور احادیثِ صحیحہ وثابتہ کی صورت میں اس قرآن کی وضاحت اور تشریح کو بھی یقینی بنائے گا۔ ﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ﴾

4- آیات 20 تا 25: چوتھے پیراگراف میں اس حقیقت کی وضاحت کی گئی ہے کہ ﴿مومنین قیامت﴾ اور دنیادار ﴿منکرینِ قیامت﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔

(a) سب سے پہلے آخرت کا انکار کرنے والے بدکردار اور نفس وضمیر کی آواز کو دبانے والے لوگوں کی غلط فہمی کو ﴿کَلَّا﴾ کے لفظ سے دور کیا گیا کہ وہ ہرگز ہرگز اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ وہ کامران وکامیاب ہوں گے۔ وہ اس غلط فہمی میں بھی نہ رہیں کہ وہ دین دار اور خدا پرست ہیں، بلکہ وہ نقدِ دنیا کی محبت میں گرفتار ایسے لوگ ہیں، جو آخرت کی جزا وسزا سے بے نیاز ہو کر من مانی بے لگام زندگی گذار رہے ہیں۔

﴿کَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ o وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ﴾ (آیت:20 ، 21)

(b) ﴿اللہ کا دیدار﴾ اس کے بعد بتایا گیا کہ قیامت کے دن کچھ چہرے تر وتازہ ہوں گے اور وہ اپنے پروردگار کے

دیدار سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ اس کے برخلاف کچھ دوسرے چہرے اداس ہوں گے۔ اُنہیں یقین ہو جائے گا کہ اب اُن کے ساتھ نہایت برا سلوک ہونے والا ہے۔ یہاں یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ آخرت کو ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کا انجام ایک جیسا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح آخرت کے خوف کے ساتھ گناہوں سے بچتے ہوئے نیک اعمال کرنے والوں کا انجام بدکردار فاسق و فاجر افراد کی طرح ہونا بھی ممکن نہیں ہے۔

5- آیات 26 تا 30 : پانچویں پیراگراف میں ﴿آخرت کے سفر کے مناظر﴾ سے انسان کو ڈرایا گیا ہے۔

﴿عالمِ نزع﴾ کی منظرکشی کی گئی، جب انسان کی روح قبض کی جاتی ہے۔ ﴿كَلَّآ﴾ کے لفظ سے اس غلط فہمی کو دور کیا گیا کہ انسان اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس دنیا میں رہے گا۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اُسے یہ سوچنا چاہیے کہ اُس وقت اُس کا کیا ہوگا؟ جب جان حلق تک پہنچ جائے گی اور آدمی جھاڑ پھونک کی کوشش کرے گا۔ انسان کو معلوم ہو جائے گا کہ اب اس فانی دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آگیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی گھڑی آپہنچی ہے۔

6- آیات 31 تا 35 : چھٹے پیراگراف میں انسان کے ضمیر سے پوچھا گیا ہے کہ ﴿کیا وہ ابوجہل کی طرح﴾ اسلام کی تصدیق کے بغیر اور نیک اعمال کیے بغیر دنیا سے رخصت ہونا چاہتا ہے؟

﴿فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى﴾ کے الفاظ سے یہ حقیقت واضح کی گئی کہ آخرت کے اِن پُرزور اور محکم دلائل کے باوجود ابوجہل نے نہ تو اسلام کی ﴿تصدیق﴾ کی اور نہ نماز پڑھی۔ بلکہ اُس نے ﴿تکذیب﴾ کی۔ جھٹلایا اور رعونت سے منہ موڑ کر اپنے گھر والوں کی طرف چل پڑا۔ اس پر تبصرہ کیا گیا کہ بدقسمتی اور بدنصیبی کی یہ ادا اِسی کو زیب دیتی ہے۔ نہایت افسوس سے یہ جملہ چار (4) مرتبہ دہرایا گیا۔ ﴿اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى﴾ 'ہاں! یہ روش تیرے ہی لیے سزاوار ہے اور تجھی کو زیب دیتی ہے!'' (آیت 35)

7- آیات 36 تا 40 : آخری پیراگراف میں چند سوالوں پر مشتمل اِمکانِ قیامت کی ﴿عقلی و نفسی دلیلیں﴾ ہیں۔

(a) سب سے پہلے یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا؟

﴿اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى﴾ (آیت 36)

اُس سے حساب کتاب نہیں لیا جائے گا؟ گناہوں پر باز پرس نہیں ہوگی؟

(b) پھر ﴿اَنفسی دلیل﴾ ہے۔ اپنے نفس میں جھانک کر سوچنے اور غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے کہ کیا وہ ایک حقیر پانی کا نطفہ نہیں تھا؟ جو رحمِ مادر میں ٹپکایا جاتا ہے؟ پھر کیا اللہ تعالیٰ نے اُسے ایک لوتھڑا بنا کر ایک بھرپور آدمی میں تبدیل نہیں کیا؟ پھر کیا اس کی نسل سے لڑکے اور لڑکیاں نہیں پیدا کیے؟

(c) آخر میں ﴿عقلی دلیل﴾ پر مشتمل یہ سوال کیا گیا کہ حقیر نطفے سے ایک بھرپور انسان کو پیدا کرنے والا خالق اللہ، کیا مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے؟ ﴿أَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى أَنْ يُّحْيِـيَ الْمَوْتٰى؟﴾ (آیت 40)۔ یہ اثباتِ قیامت کی دلیل ہے۔

مرکزی مضمون

قیامت برحق ہے، قیامت کی دلیل خود انسانی نفس وضمیر یعنی ﴿نفس لوّامة﴾ کی شکل میں موجود ہے۔ عقل بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ فسق وفجور میں مبتلا لوگ، دنیا کی نقد آسائشوں میں کھو کر اور اپنے ضمیر کی آواز کو دبا کر آخرت کا انکار کر دیتے ہیں۔ اہلِ ضمیر ﴿عاجلہ﴾ کی محبت سے بچتے ہوئے آخرت پر ایمان لا کر، اپنے عملِ صالح سے قیامت کی تیاری کرتے ہیں۔ قائلین قیامت اور منکرینِ قیامت کا انجام مختلف ہوگا۔

597
FLOW CHART
ترتیبی نقشہ ربط
MACRO-STRUCTURE
نظمِ جلی
76- سُوْرَةُ الدَّهْرِ
آیات : 31 ...... مَکِّیَّۃ ...... پیراگراف : 5
مرکزی مضمون
انسان کو آزادی خیر و شر حاصل ہے ،
اُس کو شکر گزار بن کر آزادی کا صحیح استعمال کرنا چاہیے۔
اسلام کا صحیح راستہ ﴿السَّبِیل﴾ اختیار کرنا چاہیے۔
انعامات ملیں گے۔ بدکردار ناشکروں
کی اطاعت سے بچنا چاہیے۔
پہلا پیراگراف
آیات: 1 تا 4
انسان کو آزادی اختیار سے نوازا گیا ہے
دوسرا پیراگراف
آیات: 5 تا 22
شاکرین ابرار کی دس خصوصیات
اور چودہ انعامات
تیسرا پیراگراف
آیات: 23 تا 26
شکر گزار لوگ، اٰثم اور کفور
قیادت کی اِطاعت نہیں کرسکتے
چوتھا پیراگراف
آیات: 27 تا 28
کافرین، منکرین کے انکار کی بنیادی وجہ
نقد اور عاجلہ کی محبت ہے
پانچواں پیراگراف
آیات: 29 تا 31
﴿شاکرین﴾ اور ﴿کافرین﴾
کا انجام مختلف ہوگا

زمانۂ نزول

1۔ سورۃ ﴿ الدَّھر ﴾ کی، ابتدائی بائیس (22) آیات آپ ﷺ پر قیامِ مکہ کے پہلے دور (0 تا 3 نبوی) میں نازل ہوئیں، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جاری تھی۔ یہ وہی دور تھا جب سُورۃ ﴿ القِیامَۃ ﴾ اور سُورۃ ﴿ النَّبا ﴾ کا نزول ہوا۔

2۔ سورۃ الدھر کی آخری نو (9) آیات اِعلانِ عام کے بعد غالبًا چار (4) نبوی میں نازل ہوئیں۔ قریشی قیادت پر فردِ جرم عائد کی گئی کہ یہ ﴿ آثِم ﴾ اور ﴿ کَفُوْر ﴾ ہیں۔ ان لیڈروں کی اِطاعت سے منع کر دیا گیا ﴿ وَلَا تُطِعْ مِنْھُمْ اٰثِمًا اَوْ کَفُوْرًا ﴾ (آیت:24)۔

ان لیڈروں کے بارے میں یہ بھی بتایا گیا کہ یہ ﴿ عَاجِلَۃَ ﴾ یعنی نقد کی محبت میں گرفتار ہیں اور روزِ قیامت کی ہولناکی سے غافل ہیں۔ ﴿ اِنَّ ھٰۤؤُلَآءِ یُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَۃَ وَیَذَرُوْنَ وَرَآءَھُمْ یَوْمًا ثَقِیْلًا ﴾ (آیت:27)

خصوصیت

1۔ سورۃ الدھر میں، کفر کے انجام کو اجمالی طور پر تین لفظوں میں بیان کیا گیا ہے، جب کہ شکر گزاری کے انعامات کا ذکر تفصیلاً موجود ہے۔

2۔ اس سورت میں نیک اور بد کردار قیادت کا موازنہ بھی ہے۔ نیک قیادت اللہ کی محبت اور خوفِ آخرت کے ماتحت مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتی ہے، جب کہ بد کردار فاسق و فاجر قیادت (Leadership) خود پرست، دنیادار اور آخرت فراموش ہوتی ہے۔

سُورۃ الدَّھر کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سُورۃ السَّجدَۃ اور ﴿ ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم: کتاب الجمعة، حدیث 2,068، عن عبداللہ بن عباسؓ)

سُورۃ الدَّھر کا کتابی ربط

1۔ سورت ﴿ المُدَّثِّر ﴾ میں ولید بن مغیرہ کے منفی رویوں کا ذکر تھا۔ اس کے بعد سورت ﴿ القِیامَۃ ﴾ میں ابوجہل کی تکذیب کا حوالہ تھا۔ یہاں سورۃ ﴿ الدَّھر ﴾ میں ان بد کردار فاسق وفاجر گناہ گار ﴿ آثِم ﴾ اور ناشکرے ﴿ کَفُوْر ﴾ لیڈروں کی اطاعت سے اجتناب کا حکم ہے۔

2۔ پچھلی سورت ﴿القیامۃ﴾ میں ﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ o وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ﴾ (آیات: 21،22) کے الفاظ استعمال کیے گئے تھے۔
یہاں سورۃ ﴿الدھر﴾ میں ﴿اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا﴾ (آیت:27) کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ دونوں سورتوں میں ان کی دنیا پرستی اور آخرت کی جواب دہی سے بے نیازی کی تصویر کھینچی گئی ہے۔

3۔ اگلی سورت ﴿المرسلات﴾ میں دنیادار مادہ پرست منکرینِ قیامت لیڈروں کو، امکانِ آخرت کے آفاقی، انفسی اور تاریخی دلیلیں فراہم کی گئی ہیں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- اسلام کا صحیح راستہ ﴿سبیل﴾:

سورۃ الدھر میں ﴿سبیل﴾ کا لفظ ابتداء میں بھی آیا ہے اور آخر میں بھی ﴿السَّبِيل، سَبِيْلًا﴾ (آیات 3 ، 29)
انسان کو مذہب کی آزادی کا بنیادی حق (Freedom of Faith) دیا گیا ہے۔

(a) انسان سے کہا گیا کہ اب اُس کو مذہبی آزادی حاصل ہے، چاہے تو شکر گزار بن کر زندگی گزارے یا پھر ناشکرا بن کر۔
﴿اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا﴾ (آیت:3)

(b) اسی بات کو آخر میں بھی دہرایا گیا ہے۔ یہی اس سورت کا مرکزی مضمون ہے اور یہ قرآن مجید کا خاص اُسلوب ہے۔
﴿اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا﴾ (آیت:29)

2- سورۃ الدھر میں نیک لوگوں کے لیے بہت سارے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔
جیسے: شکر گزار ﴿شَاكِر﴾ (آیت 3)، نیک اور باوفا ﴿اَبْرَار﴾، اللہ کے خاص نیک اور باعمل بندے ﴿عِبَادُ اللّٰه﴾

3- اس سورت میں بدکار لوگوں کے لیے بھی بہت سے لفظ استعمال کیے گئے ہیں۔
جیسے: ناشکرے ﴿كَافِر﴾ اسمِ فاعل (آیت 3)، ﴿كَفُوْر﴾ اسمِ صفت (آیت 24) اور ﴿ظالمین﴾ (آیت 31).

سُوۡرَۃُ الدَّھر کا نظم جلی

سُوۡرَۃُ الدَّھر پانچ (5) پیرگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 4 : پہلے پیراگراف میں انسان کی حیثیت اور اس کے اختیار خیر وشر کا بیان ہے۔

وہ ﴿ شَاكِرًا ﴾ بھی بن سکتا ہے اور ﴿ كَفُورًا ﴾ یعنی ناشکرا بھی۔

انسان کا عرصہ دراز تک کوئی نام ونشان تک نہ تھا، وہ ایک شیء غیر مذکور تھا۔ (آیت:1)

اللہ تعالیٰ نے اسے ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا، اسے دیکھنے اور سننے کی صلاحیتیں عطا فرمائیں۔ (آیت:2)

پھر اسے راہِ ہدایت (السَّبِيل) دکھائی تاکہ اسے آزما کر دیکھے کہ وہ 'کفر' کا راستہ اختیار کرتا ہے یا 'شکر' کا۔ اسے آزادیٔ اختیار سے نوازا گیا ہے۔ (آیت:3) صحیح استعمال کی وضاحت آیت:29 میں بھی کی گئی ہے۔

ناشکری اور کفر کرنے والوں کا انجام:

﴿ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغۡلٰلًا وَّسَعِيۡرًا ﴾ (آیت:4)

جو ناشکری اور کفر کرے گا، اس کے لیے طوق، سلاسل اور بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ (آیت:4)

2- آیات 5 تا 22: دوسرے پیراگراف میں شاکرین اَبرار کی دس (10) خصوصیات اور پندرہ (15) انعامات کا ذکر ہے۔

شاکرین ﴿اَبرار﴾ کی دس (10) خصوصیات:

1- اَبرار، شاکر (شکر گزار) ہوتے ہیں۔ (آیت:5)

2- اَبرار، ﴿عِبَادُ اللّٰهِ﴾ ہوتے ہیں۔ (آیت:6)

3- اَبرار، اپنی نذروں کو پورا کرتے ہیں۔ ﴿ يُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ ﴾ (آیت:7)

4- اَبرار، قیامت کی ہمہ گیر ہولناکی سے ڈرتے ہیں۔ ﴿وَيَخَافُوۡنَ يَوۡمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسۡتَطِيۡرًا﴾ (آیت:7)

5- اَبرار، مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

﴿وَيُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسۡكِيۡنًا وَّيَتِيۡمًا وَّاَسِيۡرًا﴾ (آیت:8)

6- اَبرار، صرف اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لیے کھلاتے ہیں۔ ﴿اِنَّمَا نُطۡعِمُكُمۡ لِوَجۡهِ اللّٰهِ﴾ (آیت:9)

7- اَبرار، نیکی کرنے کے بعد، بدلے کی توقع نہیں رکھتے۔

﴿ لَا نُرِيۡدُ مِنۡكُمۡ جَزَآءً وَّلَا شُكُوۡرًا ﴾ (آیت:9)

8- اَبرار کا نفس، نیکی کرنے کے بعد شکریے کا طالب بھی نہیں ہوتا۔ (آیت:9)

9- اَبرار، قیامت کے دن کی ترشی اور اکھڑپن سے ڈرتے ہیں۔

﴿ویخافون یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا﴾ (آیت:10)

10- اَبرار، صبر واستقامت کی اعلیٰ مثال پیش کرتے ہیں۔

﴿وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِیْرًا﴾ (آیت:12)

شاکرین اَبرار کے پندرہ (15) انعامات:

1- اَبرار، ایسی شراب پئیں گے، جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ (آیت:7)

2- وہ جدھر چاہیں گے، شراب کے چشموں سے شاخ نکال لیں گے۔ ﴿یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا﴾ (آیت:6)

3- اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کی آفت سے بچالے گا۔

﴿فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْیَوْمِ﴾ (آیت:11)

4 اللہ تعالیٰ انہیں تازگی اور سرور سے نوازے گا۔ ﴿وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا﴾ (آیت:11)

5- اللہ تعالیٰ انہیں باغ اور ریشمی لباس عطا فرمائے گا۔ ﴿وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِیْرًا﴾ (آیت:12)

6- جنت میں تختوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ﴿مُّتَّكِئِیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ﴾ (آیت:13)

7- جنت میں، موسم خوشگوار اور معتدل ہوگا، نہ گرمی اور نہ سردی۔

﴿لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِیْرًا﴾ (آیت:13)

8- جنت کے میوے، اَبرار کی دسترس میں ہوں گے۔

﴿وَدَانِیَةً عَلَیْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا﴾ (آیت:14)

9- ان کے لیے چاندی اور شیشے کے پیالے گردش میں ہوں گے۔

﴿وَیُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ﴾ (آیت:15)

10- ایک چشمے ﴿سَلْسَبِیْل﴾ سے شراب پلائی جائے گی، جس میں ﴿زنجبیل﴾ (ادرک) کی آمیزش ہوگی۔

﴿وَیُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا﴾ (آیت:17)

11- موتی جیسے، ہمیشہ جوان رہنے والے تجربہ کار اور مستعد لڑکے گردش میں ہوں گے۔

﴿وَیَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ﴾ (آیت:19)

12- ہر طرف عظیم نعمت اور عظیم بادشاہت نظر آئے گی۔

﴿وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْكًا كَبِیْرًا﴾ (آیت:20)

13- سبز سندس اور استبرق کا بالائی لباس ہوگا، چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

﴿وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ﴾ (آیت:21)

14- پروردگار، پاکیزہ شراب پلائے گا۔ ﴿وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا﴾ (آیت:21)

15- اَبرار (شکر گذاروں) کی سرگرمیاں اور ثابت قدمی مقبول ہوگی، اس کا اجر عطا کیا جائے گا۔

﴿وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا﴾ (آیت:22)

3- آیات 23 تا 26: تیسرے پیراگراف میں رسول اللہ ﷺ کے لیے ہدایات ہیں۔

صبر، نماز اور صبح وشام تسبیح کا حکم دیا گیا اور آثِم (گناہ گار) اور ﴿کَفُور﴾ یعنی ناشکری قیادت کی بات نہ ماننے کا حکم بھی دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کو مناسب وقت تک انتظار اور صبر کرنے کی ہدایت دی گئی۔ (آیت 23)

قریش کی بدکار قیادت کے آگے نہ جھکنے کا حکم دیا گیا۔ ﴿وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا﴾ (آیت:24)

4- آیات 27 تا 28: چوتھے پیراگراف میں کافر و منکر قیادت کی دنیا پرستی اور آخرت فراموشی کا بیان ہے۔

کافرین و منکرین کے اِنکار کی بنیادی وجہ، نقد اور ﴿عَاجِلَة﴾ کی محبت ہے:

منکرین جلدی حاصل ہونے والی چیز عَاجِلَة (نقدِ دنیا) سے محبت رکھتے ہیں اور آگے جو بھاری دن آنے والا ہے، اسے نظر انداز کر دیتے ہیں۔ (آیت نمبر 27)

منکرین کو دھمکی دی گئی کہ جس خدا نے انہیں پیدا کیا ہے، وہی خدا ان کی شکلیں بگاڑ سکتا ہے۔

5- آیات 29 تا 31: آخری پیراگراف میں بتایا گیا کہ روزِ قیامت ﴿شَاكِرِين﴾ اور ﴿كَافِرِين﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔

یہ قرآن ایک کلمۂ نصیحت ﴿تذکرہ﴾ ہے، اب جس کا جی چاہے، اسے قبول کر کے اپنے رب کا راستہ ﴿السَّبِيل﴾ اختیار کر لے۔ ﴿اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا﴾ (آیت:29)

یہاں آیت نمبر 3 کے لفظ ﴿السَّبِيل﴾ کی مزید وضاحت کی گئی ہے، انسان کو خیر و شر کی آزادی کا غلط استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

آخر میں ظالموں اور ناشکروں کو دھمکی دی گئی کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مرکزی مضمون

انسان کو آزادیٔ خیر و شر حاصل ہے، اُس کو ﴿شکر گذار﴾ بن کر آزادی کا صحیح استعمال کرنا چاہیے۔ اسلام کا صحیح راستہ ﴿السَّبِيل﴾ اختیار کرنا چاہیے۔ انعامات ملیں گے۔ بدکردار ناشکری قیادت کی اطاعت سے بچنا چاہیے۔

FLOW CHART — ترتیبی نقشۂ ربط

MACRO-STRUCTURE — نظمِ جلی

77- سُوْرَةُ الْمُرْسَلَاتِ

آیات : 50 ...... مَكِّيَّة“ ...... پیراگراف : 5
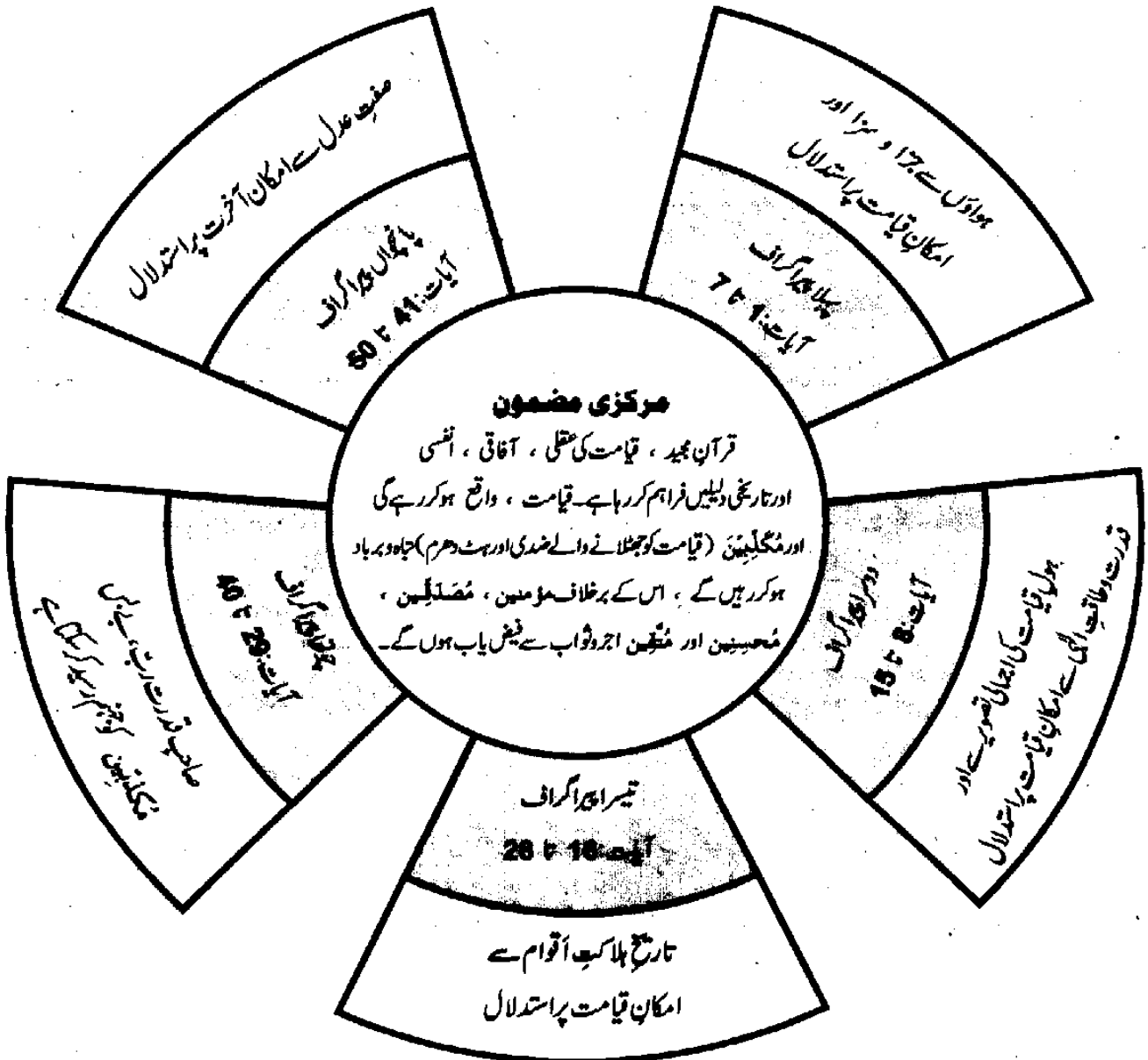
زمانۂ نزول:

سورت ﴿المُرْسَلات﴾ قیامِ مکہ کے پہلے دور (0 تا 3 نبوی) میں آپ ﷺ پر نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جا رہی تھی۔ عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ یہ منیٰ کے غار میں نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری)

سورۃ المُرسَلات کے فضائل

یہ اُن سورتوں میں سے ایک ہے، جس نے رسول اللہ ﷺ کو بوڑھا کر دیا تھا۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ شَيَّبَتْنِي هُودٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴾

''سورۃ ھود، سورۃ الواقعہ، سورۃ المرسلات، سورۃ النَّبَأ اور سورۃ التکویر نے مجھے بوڑھا کر دیا۔''

(جامع ترمذی: کتاب التفسیر ، باب سورۃ الواقعہ ، حدیث 3,297 ، صحیح)

سورۃ المُرسَلات کا کتابی ربط

1- پچھلی سورۃ ﴿الدھر ﴾ میں ﴿ آثم و کفور ﴾ یعنی گنہگار اور ناشکری قیادت کی دنیا پرستی اور آخرت فراموشی کا نقشہ ﴿ ﴿إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ﴾ ﴾ سے کھینچا گیا تھا۔ یہاں ﴿سورۃ المرسلات ﴾ میں ، ایک طنزیہ اسلوب سے یہی بات دہرائی گئی کہ آخرت کو نہ ماننے والی یہ قیادت بدکردار اور ﴿ مجرم ﴾ ہے۔ ﴿ كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُمْ مُجْرِمُونَ ﴾ (آیت:46)

2- سورۃ المرسلات میں ﴿مؤمنین ومحسنین ومتقین ﴾ کے مقابلے میں ﴿مکذبین ومجرمین ﴾ کے درمیان موازنہ ہے، جب کہ اگلی سورت النبا میں ﴿ متقین ﴾ اور منکرِ آخرت ﴿ طاغین ﴾ کے درمیان تقابل ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- اس سورت میں ایک آیت دس (10) مرتبہ دہرائی گئی ہے۔ ﴿وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ﴾ ''تباہی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔''

یہ آیتِ ترجیع ہے۔ منکرینِ آخرت کو اس تکرار کے ذریعے یہ سمجھایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی ﴿ تصدیق ﴾ کرنے ہی میں ان کی بھلائی ہے اور اس کی ﴿ تکذیب ﴾ ان کی تباہی ، ہلاکت اور بربادی میں اضافے کا سبب بنے گی۔

2- اس سورت کا اختتام ایک سوالیہ آیت پر ہوا ہے۔ ﴿فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ؟﴾ (آیت:50) آفاقی ، تاریخی ، انفسی دلائل کے ذریعے ان لیڈروں پر اتمامِ حجت کر کے پوچھا گیا ہے کہ اب قرآن جیسے معجزانہ کلام کے بعد کون سا ایسا کلام ہو سکتا ہے، جس سے متاثر ہو کر یہ لوگ ایمان لائیں گے۔

سورۃ المُرسَلات کا نظمِ جلی

سُورَۃُ المُرسَلات پانچ (5) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 7 : پہلے پیراگراف میں ہواؤں کی آفاقی دلیل سے جزاء وسزا اور امکانِ آخرت پر استدلال کیا گیا ہے۔

اس میں ایک تاریخی دلیل بھی پوشیدہ ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہواؤں سے کئی قوموں کو ہلاک کیا۔ جیسے ہودؑ کی قومِ عاد۔ ہواؤں کی شہادت اور گواہی ہے کہ قیامت ضرور برپا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ پے در پے ہوائیں بھیجتا ہے، جو طوفانی رفتار سے چلتے ہوئے گرد وغبار اڑاتی ہیں۔ بادلوں کو پھیلاتی ہیں۔ جس کے نتیجے میں اللہ کا عذاب یا ثواب نازل ہوتا ہے۔ ہواؤں کے دو پہلو ہیں۔ جزا کا پہلو اور سزا کا پہلو۔ ہوائیں لوگوں کے دلوں میں اللہ کی یاد تازہ کرتی ہیں۔ انہیں ڈراتی ہیں۔ متنبہ اور خبردار کرتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ تم سے جو وعدہ کیا جا رہا ہے، وہ ضرور واقع ہو کر رہے گا۔ یعنی قیامت۔ ﴿اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ﴾ (آیت:7)

2- آیات 8 تا 15: دوسرے پیراگراف میں قیامت کی ہولناکی کی تصویر دکھا کر، منکرینِ قیامت کی تخویف کی گئی ہے۔

جب ستارے ماند پڑ جائیں گے، آسمان پھاڑ دیا جائے گا اور پہاڑ دھنک ڈالے جائیں گے اور رسولوں کی حاضری کا وقت آپہنچے گا تو یہی دن ﴿ یومُ الفصل ﴾ ہوگا۔ فیصلے کا دن۔ اُس دن رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو جھٹلانے والوں کی شامت آئے گی۔

3- آیات 16 تا 28 : تیسرے پیراگراف میں ﴿ تاریخی دلیلیں ﴾ بھی ہیں، ﴿ آفاقی دلیلیں ﴾ بھی ہیں اور ﴿ ربوبیت کی دلیلیں ﴾ بھی ہیں۔

تینوں قسم کے دلائل سے اللہ تعالیٰ کی قدرت ثابت کرتے ہوئے امکانِ قیامت پر استدلال کیا گیا ہے۔

اس کے تین ذیلی پیراگراف ہیں۔

(a) ﴿ تاریخِ ہلاکتِ اقوام سے قیامت پر استدلال ﴾

تاریخ سے استدلال کیا گیا کہ کیا اللہ نے مجرم قوموں کو ہلاک نہیں کیا؟ اسی طرح وہ مستقبل میں بھی مجرم قوموں کو ہلاک کرتا رہے گا اور بالآخران مجرم اور جھٹلانے والوں کی ہلاکت ہو کر رہے گی۔ اس کے بعد وہی آیتِ ترجیع ہے۔

﴿وَیْلٌ" یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ﴾ تباہی ہے! اُس دن، جھٹلانے والوں کے لیے! (آیت 19)

(b) ﴿ دلائلِ انفس سے قیامت پر استدلال ﴾

پھر انسان کو اپنے نفس میں جھانک کر اپنے ماضی پر غور کرتے ہوئے، اپنے مستقبل پر یعنی آخرت پر ایمان لانے کا مطالبہ کیا گیا۔ اللہ کی قدرت اور حکمت ثابت کی گئی کہ اس نے ایک حقیر نطفے سے ماں کے پیٹ میں حمل ٹھہرایا۔ ایسی عظیم الشان قدرت رکھنے والی ہستی قیامت کو برپا کرنے کی پوری قوت وقدرت رکھتی ہے۔ لوگوں کو آخرت کی

زندگی پر ایمان لا کر صحیح رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ ورنہ آخرت کو جھٹلانے والوں کی تباہی لازمی ہے۔ اس کے بعد وہی آیتِ ترجیع ہے۔

(c) ﴿اسبابِ ربوبیت اور آفاقی دلائل سے قیامت پر استدلال﴾

تاریخی اور انفسی دلائل کے بعد ربوبیت کے دلائل رکھے گئے۔ انسانی ضمیر سے پوچھا گیا کہ انہیں زمین پر، بلند و بالا پہاڑوں پر اور میٹھے پانی کی نعمت پر غور کر کے کیا اللہ کی قدرت اور طاقت کو تسلیم نہیں کر لینا چاہیے؟ اور اُس کی نعمتوں پر شکر نہیں ادا کرنا چاہیے؟ ورنہ قیامت کے دن ناشکروں کی ہلاکت ہو کر رہے گی۔ پھر اس کے بعد وہی آیتِ ترجیع دہرائی گئی ہے۔

4- آیات 29 تا 40 : چوتھے پیرا گراف میں، دوزخ کے عذاب کی نوعیت سے، روزِ قیامت مُکَذِّبین کی بے بسی کی تصویر سے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت و طاقت سے منکرینِ قیامت کی تخویف کی گئی ہے۔ اس کے بھی تین ذیلی پیرا گراف ہیں۔

- دوزخ کے عذاب کی نوعیت سے تخویف:

سب سے پہلے دوزخ کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اس کے سائے بھی تکلیف دے ہوں گے۔ نہ وہ ٹھنڈک پہنچائیں گے اور نہ آگ کی لپٹ سے بچائیں گے۔ دوزخ کی آگ کے بلند شعلوں کو اونچے محل سے تشبیہ دی گئی۔ اچھلتے ہوئے شعلوں کو زرد اونٹوں سے تشبیہ دی گئی۔ وہ دوزخ جس کا فیصلہ روزِ قیامت اُس کے جھٹلانے والوں کے حق میں ہوگا۔ پھر اُس کے بعد وہی آیتِ ترجیع دہرائی گئی ہے۔ اس دن قیامت کے دن کو جھٹلانے والوں کی شامت آئے گی اور وہ دوزخ میں داخل ہو کر رہیں گے۔

- روزِ قیامت مُکَذِّبین کی بے بسی سے تخویف:

اگلے ذیلی پیرا گراف میں دوزخ کا نقشہ کھینچنے کے بعد جھٹلانے والوں کی بے بسی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ روزِ قیامت جھٹلانے والے نہ تو بول سکیں گے اور نہ انہیں معذرت کا موقع دیا جائے گا۔ کوئی عذر اور بہانہ بھی تراش نہیں سکیں گے۔ ﴿هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ۝ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ﴾ (آیات: 35، 36) پھر وہی آیتِ ترجیع ہے۔

یہ دن جھٹلانے والوں کی ہلاکت و بربادی کا ہوگا۔ ﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ (آیت 37)

- روزِ قیامت اللہ کی قدرت سے تخویف:

آخری ذیلی پیرا گراف میں اللہ کی قدرت کا تذکرہ ہے کہ وہ فیصلے کے دن تمام اگلوں اور پچھلوں کو جمع کر کے رہے گا۔ تمام انسان بے بس ہوں گے۔ انسانوں کو چیلنج کیا گیا کہ اگر وہ اللہ کے خلاف کوئی چال چل سکتے ہوں تو اس کی کوشش کر دیکھیں وہ نہ تو قیامت کو روک سکتے ہیں اور نہ ٹال سکتے ہیں۔ اس دن منکرینِ قیامت کی شامت آ کر رہے گی۔

5- آیات 41 تا 50 :آخری پیراگراف میں روزِ قیامت سے ڈر ڈر کر زندگی گذارنے والے ﴿متقین﴾ اور ایمان لاکر نیک عمل کرنے والے ﴿مُحسِنین﴾ کے اجر وثواب کی تفصیل بیان کر کے، منکرینِ قیامت بدکردار ﴿مُجرمین﴾ کو ڈرایا گیا ہے۔

﴿متقین﴾ کے لیے ایسے باغات ہوں گے، جن میں سائے، چشمے اور مختلف قسم کے پھل ہوں گے۔ اُن سے کہا جائے گا کہ وہ اپنے نیک اعمال کے بدلے جنت کی ان نعمتوں سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ ایک اہم قاعدہ یہ بیان کیا گیا کہ اللہ تعالی ہمیشہ نیک لوگوں کو ایسی ہی جزا دیتا ہے اور جھٹلانے والوں کو عذاب سے دوچار کرتا ہے۔

﴿اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (آیت:44) ﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ (آیت:45)

- دعوت کو مسترد کرنے والے رویوں کی تصویر سے مُکَذِّبِین کی تخویف:

متقین کی نعمتوں کے ذکر کے بعد ﴿مجرمین﴾ سے طنزیہ خطاب کیا گیا کہ اس دنیا کی چند روزہ زندگی میں خوب کھا پی لیں۔ عیش کر لیں لیکن قیامت کے دن انہیں ہلاکت سے دوچار ہونا پڑے گا۔

پھر قیامت کو جھٹلانے والے ان ﴿مجرم﴾ لوگوں کے باطنی خبث کی نشاندہی کی گئی کہ یہ ﴿متکبر﴾ ہیں۔ جب ان سے اللہ کے آگے جھکنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو یہ نہیں جھکتے۔ ان کی تباہی یقینی ہے۔

- آخری آیت میں ایک چبھتا اور دردمندانہ سوال کیا گیا کہ یہ جھٹلانے والے اب کون سے کلام پر ایمان لائیں گے؟ ﴿فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ؟﴾ (آیت:50)۔ اِن کا تکبر، ان کی ضد اور ہٹ دھرمی، قرآن جیسے بلند پایا کلام اور اُس کے ہمہ پہلو مسکت دلائل کے بعد بھلا کس چیز سے مطمئن وقائل ہو کر ایمان کی راہ پا سکتی ہے؟

مرکزی مضمون

قرآنِ مجید، قیامت کی عقلی، آفاقی، انفسی اور تاریخی دلیلیں فراہم کر رہا ہے۔ قیامت، واقع ہو کر رہے گی اور مُکَذِّبِیْنَ (یعنی قیامت کو جھٹلانے والے متکبر، ضدی اور ہٹ دھرم) تباہ و برباد ہو کر رہیں گے، اس کے برخلاف مؤمنین، مُصَدِّقِین، مُحسِنِین اور مُتَّقِین اجر وثواب سے فیض یاب ہوں گے۔